www.KitaboSunnat.com

حافظہ عائشہ

مقالات

تعمیرِ معاشرہ میں مسلمان معلّم کا کردار

اسلام میں علم کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ اسلام جس طرح دین ہدایت ہے، اسی طرح اس کو بجا طور پر "دین علم" بھی کہا جاسکتا ہے۔ آنحضور ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ اسی نے علم کی اہمیت کو واضح اور اجاگر کردیا تھا، ارشاد ہوا:

﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ ﴾ (سورۃ العلق: ۱تا۵)

"اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا اور آپ کا رب معزز و محترم ہے جس نے انسان کو قلم سے سکھایا۔ اس نے وہ کچھ سکھایا جو انسان نہیں جانتا تھا۔"

غور کیجئے اس پہلی وحی میں علم کے متعلق کتنی بنیادی باتوں کا تذکرہ ہوا:

(۱) پڑھنے کا حکم، مسلمان ہونے کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمایا۔ **طلب العم فریضة علی کل مسلم** "علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وزن) پر فرض ہے"۔ (مشکوۃ کتاب العلم)

(۲) تعلیم کی بنیاد معرفتِ الٰہی ہے۔ یعنی اپنے رب کے نام سے اور اس کے حکم کے مطابق پڑھیے۔ کیونکہ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور وہی انسان کو ہدایت دینے والا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ تمہارا تعلق مضبوط ہونا لازمی ہے۔

(۳) انسان بذات خود بڑا عاجز، بے بس اور ایک حقیر چیز سے پیدا ہونے والا ہے۔ یہ تو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور اس کی ذات پر ایمان اور علم کا حصول ہے جو اس کو بلند مرتبے پر فائز کرتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور کریم ہے۔ یہ اس کی شانِ کریمی کا عطیہ ہے کہ وہ خود انسان کو ان چیزوں کا علم عطا فرما رہا ہے جس سے انسان بالکل ناواقف تھا۔

(۵) علم اور تعلیم و تعلّم کے ساتھ ساتھ ذرائعِ تعلیم یعنی قلم وغیرہ کی بھی اللہ تعالیٰ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعریف و توصیف بیان فرمائی۔ بلکہ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے "قلم" کی قسم کھا کر پوری ایک سورت کا عنوان "قلم" بنا دیا ہے۔

اس طرح اسلام علمی دنیا میں ایک ہمہ گیر انقلاب کا پیامبر ثابت ہوا۔ کسی بھی تہذیب کے صحت مند ارتقا اور نشوونما کے لئے جو عوامل ضروری ہیں ان میں تعلیم سرفہرست ہے۔ اسلام ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں دنیا کے دیگر نظاموں نے تعلیم کو زندگی کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت قرار دیا وہاں اسلام نے علم کو اور تعلیم کو زندگی کی اولین ضرورت قرار دیا۔

تعلیم ایک ہمہ گیر عمل ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ غلط اور صحیح، حق اور باطل، مفید اور مضر نیک اور بد کو الگ الگ چھانٹ کر رکھ دے اور ہدایت اور گمراہی کو واضح کردے۔ جس کے ذریعے نئی نسلوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشوونما بھی ہوتی رہے اور وہ اپنے عقائد و نظریات، تہذیب و ثقافت کی اقدار بھی تعلیم سے اخذ کرتے رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک قوم کی زندگی کا انحصار ہی اس تعلیم پر ہے۔ ایک چینی کہاوت اس بات کی کتنی صحیح عکاسی کرتی ہے:

"تمہارا منصوبہ اگر سال بھر کے لئے ہے تو فصل کاشت کرو۔ اگر دس سال کے لئے ہے تو درخت لگاؤ، اگر دائمی ہے تو افراد پیدا کرو۔"

اور افراد کی تعمیر صرف تعلیم ہی سے ممکن ہے اور استاد یہی کام انجام دیتا ہے۔ قرآن کریم میں رحمت للعالمین ﷺ کی بعثت کے جو اغراض و مقاصد بتائے گئے ہیں۔ ان میں تلاوتِ قرآن، تعلیمِ کتاب و تعلیمِ حکمت اور تزکیۂ نفس کا بالخصوص ذکر ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾ (سورۃ الجمعہ)

"وہی ذات تو ہے جس نے ان پڑھوں کے درمیان ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جو ان کو قرآن پاک کی آیات پڑھ کر سناتا ہے انہیں گناہوں سے پاک کرتا ہے ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے یقیناً اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔"

نبی پاک ﷺ نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

انما بعثت معلما "بیشک مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

چنانچہ اس معلمِ اعظم ﷺ نے سرزمین حجاز کے صحرائی کلاس روم میں عرب کے جاہل اور اجڈ بدوؤں کو خوفِ خدا، راستی اور صدق و صفا کی وہ تعلیم دی کہ وہ دیکھتے دیکھتے نہ صرف خود اقوام عالم کے رہبر و رہنما بن گئے۔ بلکہ اپنے تدبر و تفکر سے علوم و فنون کے بند خزانوں کے دروازے ساری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوع انسان کے لئے کھول دیئے ــــــــ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"العلماء ورثة الانبياء...... الخ" علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء نے درہم و دینار وراثت میں نہیں چھوڑے بلکہ ان کا وِرثہ علم ہے سو جس نے علم حاصل کرلیا۔ اس نے انبیاء کے ورثہ سے وافر حصہ پالیا۔

پس تعلیم کا بنیادی مقصد ان پیغمبرانہ فرائض کی بجا آوری ہے یعنی انسانوں کو اس مقصد اور مشن کی تعلیم دینا، ان کو صحیح الفکر بنانا، ان میں اپنے دین کا حقیقی اور سچا شعور پیدا کرنا اور انہیں مکمل و باشعور مسلمان، محبِّ وطن شہری بنانا ہے اور دور حاضر کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دور حاضر کے سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کے ماہر تیار کرنا۔

تعلیم کو بامقصد ہونا چاہئے

واضح مقصد اور نصب العین کی حرارت ہی کسی منصوبہ میں جان ڈال سکتی ہے اور جذبوں کو زبان عطا کرسکتی ہے۔ تعلیم بذات خود منزل نہیں بلکہ منزل کے حصول کا ذریعہ ہے۔ امام غزالی اپنی شہرہ آفاق کتاب "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں:

"تعلیم کا مقصد یہی نہیں ہونا چاہئے کہ نوجوان ذہن کے علم کی پیاس بجھا دے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کے اخلاق و کردار اور اجتماعی زندگی کے اوصاف نکھارنے کا احساس بھی پیدا کرنا چاہئے۔ ہمارے سامنے انسانی زندگی کا مثالی نمونہ رسول اکرم ﷺ کی مبارک ذات ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (بیشک تمہارے لئے نبی پاک ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے) اور آپ ﷺ چونکہ معلم اعظم تھے۔ لہذا آج کے معلمین کے لئے آپ ﷺ کی ذاتِ ارفع کی پیروی کرنا لازمی ہے۔ پھر اسلام، انسانی زندگی کو مذہبی اور غیرمذہبی حصوں میں تقسیم نہیں کرتا اسی طرح اسلامی نظام تعلیم کو دینی اور لادینی شعبوں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام نظام تعلیم کا مقصد وہ مکمل تعلیم ہے جو ایک طرف خود کائنات اور کائنات میں انسان کے مقام کے خالق کائنات اور انسان کے درمیان تعلق کی وضاحت کرے تو دوسری طرف اس زندگی کے بعد آنے والی اَبدی زندگی کے لئے بھی تیار کرے"۔

اسلامی معاشرہ میں استاد کی قدر و منزلت

فرمان نبوی ہے کہ خیرکم من تعلّم القرآن و علمه

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے پھر (آگے دوسروں کو) سکھائے"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رشک صرف دو آدمیوں پر جائز ہے ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا پھر اسے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق بخشی اور دوسرے وہ جسے اللہ نے علم و حکمت عطا فرمائی پھر وہ اس کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتا اور ان کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے"

من دلّ علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ (مسلم)

"جس نے (دوسرے کو) نیکی کی کوئی بات بتائی تو اس کو اس نیکی پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا"

"جو شخص طلب علم کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے"۔ طالب علم کی رضا کے لئے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ آسمان و زمین کی ہر مخلوق عالم کے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتی ہے——"عبادت گزار کے مقابلے میں عالم کو اتنی فضیلت حاصل ہے جتنی چودھویں رات کے چاند کو سارے ستاروں پر"

عالم کو ایک عبادت گزار کے مقابلے میں وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے یعنی نبی پاک ﷺ کو، تمہارے ادنیٰ صحابی پر، بیشک اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل کرتا ہے۔ فرشتے اور آسمان و زمین کی ہر مخلوق حتیٰ کہ اپنے بلوں کے اندر چیونٹیاں اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت قرآن ارشاد فرمائی: ﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ یعنی اللہ سے علماء ہی صحیح طور پر ڈرتے ہیں——مشہور مقولہ ہے کہ:

تمہارے باپ تین ہیں: تمہارا باپ جس نے جنا، دوسرا جس نے تمہیں بیٹی دی، اور تیسرا وہ جس نے تمہیں علم سکھایا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ اس آدمی کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری کوئی حدیث سنی پھر آگے لوگوں تک پہنچائی"

استاد کا کردار

یہ معلم کی فضیلت اور تقدس محض اس بنا پر ہے کہ وہ کارِ نبوی کی وراثت اور تسلسل کا ذمہ دار ہے۔ آنحضور ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد یہ مشن اساتذہ کے کندھوں پر ہے کہ وہ امت کی بہترین انداز میں رہنمائی کریں اور انہیں راہِ حق سے نہ بھٹکنے دیں۔ اس عظیم مقام و مرتبہ کی عظمت جتنی مسرت بخش ہے، اس کی ذمہ داری بھی اتنی ہی نازک اور اہم ہے۔ معلمین کرام اگر اپنی ذمہ داریوں کا تعین اس پہلو سے کریں اور اس نقطۂ نظر سے اپنے فرائض منصبی اور اہمیتِ کار پر غور کریں تو اضطراب کے بے شمار پہلو ان کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے آئیں گے۔ معلم، بچوں کی تربیت، معاشرے کی راہنمائی اور امت مسلمہ کی تعمیر و ترقی کا ذمہ دار ہے۔ بالکل اس طرح جیسے گذشتہ دور میں اللہ کے اولوالعزم پیغمبر اس ذمہ داری پر فائز ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا اس ذمہ داری کی بکمال و تمام انجام دہی معلم کو محترم اور معتبر بناتی ہے اور اپنے فرائض میں کوتاہی، غفلت اور حیلہ جوئی اسے اللہ کے نزدیک ناراضی کا باعث اور عوام میں بے آبرو و بے وُقعت بناتی ہے۔

مقامِ غور ہے کہ ایک استاد جن برگزیدہ ہستیوں کا وارث ٹھہرایا گیا ہے وہ کتنی بے غرض تھیں وہ تو پتھر کھا کر بھی اپنے فرائض ادا کیا کرتی تھیں۔ گالیاں سُن کر بھی اپنی قوم کے لئے ہدایت کے لئے دعائے خیر کیا کرتی تھیں۔ انتہائی مشکل اور نامُساعد حالات میں بھی کسی دنیاوی منفعت اور جاہ طلبی کے بغیر پوری جان ماری سے معاشرے کی خدمت جاری رکھی، اسے جہالت کی ظلمتوں سے نکالنے کی سعی کی اور ان کو اپنے رب کا فرمانبردار و مطیع بندہ بننے کا راستہ بتایا۔

آج کے معلم یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں کہ ہم جیسے کمزور انسان اتنے مثالی کردار کا مظاہرہ کیسے کرسکتے ہیں لیکن تھوڑا سا غور کرنے کے بعد یہ بات بے وزن محسوس ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ معلم کا عظیم منصب ہم نے خود نہیں چُنا تھا، بلکہ اللہ نے ہمیں مسلمان بننے کی سعادت بخشی پھر اس کے بعد معلم بننے کی سعادت بھی اسی کی عطا کردہ ہے۔ ہمیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے خود اپنی نوازش سے یہ مقام عطا کیا۔ نہ صرف یہ مقام دیا بلکہ ساتھ ہی ہمارے نان نفقہ کا بندوبست بھی اسی ذمہ داری کے ساتھ وابستہ کردیا۔ معلم تو قوم کا مُربّی ہے، وہ ان کو تعلیم دیتا ہے پھر ان کی تربیت کرتا ہے۔ پھر معلم قوم کا مُزکّی ہے کیونکہ ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے۔ اس معلم کے مزکی اور مربی کے منصب پر فائز ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ معلّمین کرام پوری دلسوزی سے، جانفشانی اور خلوصِ دل سے اپنے فرائض انجام دیں، مسلم امت کی تعمیر کے لئے نسلِ نَو کی تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ انہیں اسلامی نظریہ دیں۔ نظریہ قوم کو روحانی قوت عطا کرتا ہے نظریہ کے بغیر قوم بے تربیت افراد کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ یہ جذبہ ایمانی تو ہے جو انسان کو بے تیغ بھی لڑنے کے لئے آمادہ کردیتا ہے، جنگیں صرف سازوسامان سے نہیں جیتی جاسکتیں۔ مادی فائدوں، دنیاوی لذتوں کے لالچ کے بغیر اپنے فرائض پوری تندہی سے انجام دیں۔ تاکہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں سرخرو ہوں، باقی رہ گئی بات دنیاوی حرص و ہَوَس کی تو اس کی کوئی حد نہیں ہوتی اور صبر و قناعت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ اساتذہ کو تو نہ صرف خود صبر و قناعت کو اختیار کرنا ہے بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم دینا اور اس کے مطابق اس کی تربیت بھی کرنا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا پھر ان کے لئے ایسی خیر خواہی اور کوشش نہ کی جتنی کہ وہ اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا"۔ تو جو معلمین و معلمات اپنی ذمہ داریاں (جو نسلِ نو کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں اساتذہ پر عائد ہوتی ہیں) اُسی اضطراب و احساس کے ساتھ پوری کر رہے ہیں، جس اضطراب اور فکر سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں، بے شک وہ اللہ کے ہاں بھی سرخرو اور بندوں میں بھی محترم و معزز ہیں۔ اور اگر اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی کرتے ہیں تو روزِ قیامت اللہ کو کیا جواب دیں گے جبکہ وہاں حالات کی ناسازگاری، مادی سہولتوں کی کمیابی اور ملازمتی آسائشوں کی نایابی، قوم کی عدم توجہی، طلبہ کی عدم دلچسپی میں سے کوئی بھی عذر کام نہ آسکے گا۔

جو اساتذہ اپنے مقام و منصب کو سمجھ کر بطریقِ احسن اپنا کردار ادا کرتے ہیں تو وہ تاریخ کے اوراق میں اپنا ذکر ثبت کر جاتے ہیں۔ ان کے شاگرد ان سے اَبدی رشتہ جوڑ لیتے ہیں، ان کی شاگردی پر تادمِ مرگ فخر کرتے رہتے ہیں۔ ان کی تیار کردہ ٹیم دنیا کے لئے حیات بخش انقلاب کی نوید بنتی ہے اور رسوم و رواج کی زنجیروں، جہالت کی تاریکیوں کو دور کرکے اپنی پوری قوم اور ملت کے لئے رُشد و ہدایت کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ، امام غزالی، امام ابن تیمیہ جیسے بڑے بڑے اساتذہ کے ذکر خیر کے بغیر ہماری تاریخ ادھوری رہ جاتی ہے۔

مسلمان معلمین کی ذمہ داریاں

مسلمان معلم پر دوہری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ایک تو وہ جو محض معلم ہونے کے ناطے ان کے لئے ضروری ہیں۔ دوم وہ جو مسلمان معلم ہونے کی بنا پر ہیں۔ بنیادی طور پر ہر معلم معمارِ قوم ہوتا ہے۔ وہی ہر وقت نسلِ نو کی تربیت کرتا رہتا ہے اور ان کو مختلف علوم و فنون پڑھاتا رہتا ہے۔ ذاتی نمونہ و کردار سے ان کی تربیت کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ تمدن کے تمام شعبوں کو سنبھالنے والے مردانِ کار استاد ہی کی تعلیم و تربیت کے مرہون منت ہوتے ہیں۔ چاہے وہ مملکت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہوں یا عدلیہ کو چلانے والے، وہ وکیل ہوں یا انجینئر، ڈاکٹر ہوں یا پروفیسر۔ وہ فوج میں ہوں یا پولیس میں۔ بہرحال ہر کوئی زندگی کے جس شعبہ میں بھی کام کر رہا ہے وہ اپنے استاد کی تربیت کا عکس ہوتا ہے۔ لہٰذا استاد کا بنیادی فریضہ انسان سازی ہوتا ہے۔ انسان سازی میں اگرچہ نصابِ تعلیم اور تعلیمی اداروں کا بھی گہرا اثر ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر اس کا اہم ستون استاد ہی ہے۔ وہ پورے نظامِ تعلیم کا مرکز و محور ہے۔ نصاب تعلیم اسی نے پڑھانا ہے اس لئے جس طرح چاہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھائے۔ لہٰذا اگر استاد اپنی اہمیت و ذمہ داری محسوس کرلے اگر اس کو اپنے مقام سے آگہی ہو اگر اس کو احساس ہو کہ وہ اول و آخر مسلمان ہے اور اس نے اسلامی انقلاب کے لئے نسل نو کو تیار کرنا ہے۔ تو وہ ہر قسم کے حالات میں بھی آنے والی نسل نو کی بے پناہ قوتوں کو اسلام کے لئے مسخر کرسکتا ہے۔ ع

آگاہ اپنی حقیقت سے ہو اے دھقان ذرا
کہ دانہ بھی تو کھیتی بھی تو باراں بھی تو حاصل بھی تو

استاد کے لئے چار میدانِ عمل

چار مختلف عملی میدان ہیں جہاں استاد کو اپنا مقام پہچاننا اور اس کے مطابق کام کرنا ہے: (۱) اپنی ذات کی تعمیر (۲) علم میں مسلسل اضافہ کرتے رہنا (۳) شاگرد کی تعمیر سیرت (۴) اپنا تعلیمی ادارہ

اپنی ذات کی تعمیر: اسلامی نظام تعلیم کا پہلا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں اپنے خالق کی عظمت جاگزیں ہو۔ اللہ پر اس کا ایمان مضبوط ہو۔ احکامِ الٰہی کے سامنے وہ تابع ہو۔ نبی اکرم ﷺ کی شریعت کا پابند ہو۔ آخرت کی جوابدہی کا احساس ہروقت اس کو غلط کام سے روکے۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ عدل کا برتاؤ کرے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا پابند ہو۔ خوش اخلاق اور نرم خُو ہو۔ علم کو عبادت سمجھ کر حاصل کرے، نہ کہ معاش کی خاطر۔ علم تو تعمیر سیرت کے لئے ہے۔ خود شناسی کے لئے ہے۔ روح کی پاکیزگی، اخلاق کی بلندی اور کردار کی تعمیر کے لئے ہے نہ کہ وسیلہ معاش اور فکر معاش کے لئے۔ ہمارے تیرہ صد سالہ دور ماضی میں تعلیم ہمیشہ مُفت رہی اور کبھی بھی طلبہ سے فیس وصول نہ کی گئی۔ حکومت خود تعلیم کا سارا بندوبست کرتی تھی۔

تعلیم ایک مِشن ہے: چنانچہ ایک حقیقی استاد کوئی پیشہ ور کتابیں پڑھانے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ ہروقت اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اپنے مضمون کے بارے میں جدید ترین معلومات حاصل کرتا رہتا ہے وہ ایک مشنری ہوتا ہے۔ محض روزی کمانے کے لئے اور بھی بہت سے کام کئے جاسکتے ہیں' اسی طرح استاد بھی بن گئے، مگر حقیقی استاد کا معاملہ بالکل اور ہوتا ہے۔ حقیقی استاد وہی ہے جو اپنی زندگی کا مشن سمجھتا ہو کہ جو علم ہم کو اگلوں سے پہنچا ہے، جو نظریات تہذیب، عقائد و افکار، عادات، خصائل جو کچھ بھی ہمیں اپنے اَسلاف سے ملا ہے۔ اس کو ہم صحیح شکل میں عمدگی اور پوری دیانتداری کے ساتھ اگلی نسل تک پہنچادیں۔ تو ایسا شخص واقعی استاد ہے اور اگر کوئی اس جذبے سے کام نہیں کرتا تو وہ ملازم ہے، معلّم نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک معلم اپنی رفتار، گفتار، حرکت غرض ہر بات میں معلم ہوتا ہے۔ اس کی ایک ایک چیز شاگردوں پر اثر ڈالتی ہے۔ وہ صرف کتاب نہیں پڑھاتا اور طالب علم صرف کتاب نہیں پڑھتے بلکہ وہ خود اس کا بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ جس وقت وہ کلاس میں داخل ہوتا ہے جب وہ پڑھا رہا ہوتا ہے، پڑھانے کے دوران اس کی دلچسپی یا بیزاری ہر بات پورے وقت میں طلبہ پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے پھر وہ کلاس سے باہر، بازار میں، اپنے گھریلو معاملات میں، ہر وقت طلبہ کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ گالی دینے والا استاد زبان سے گالی دینے کو تو نہ کہے مگر عمل سے وہ گالی دینے کا سبق دے رہا ہوتا ہے۔ ایک بدمزاج استاد جو ذرا ذرا سی بات پر تو مشتعل ہو جائے لیکن زبان سے طلبہ کو بدمزاج بننے کی تعلیم دے مگر عمل سے وہ طالب علم کو یہی سبق دے رہا ہوتا ہے کہ جو بات تمہاری مرضی کے برعکس ہو فوراً بھڑک اٹھو۔ اور جو شخص تمہاری مرضی کے خلاف کام کرے اس پر فوراً برس پڑو۔ لہٰذا یہ دیکھنا استاد کا کام ہے کہ وہ معاشرے کو کس قسم کے انسان دے رہا ہے اور کس نوع کے کردار تعمیر کر رہا ہے۔

شاگردوں کی تعمیر سیرت: نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: **الاکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ** "سنو تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ چنانچہ ایک حقیقی معلم اپنے شاگردوں سے شفقت و محبت اور نرمی سے پیش آتا ہے۔ وہ ان کو دبکانے کے بجائے اپنی ذات سے مانوس کرتا ہے۔ جو سوال وہ کریں اس کا جواب شفقت سے دیتا ہے۔ کلاس روم میں وقت پر پہنچتا ہے۔ وقت پورا ہونے پر کلاس چھوڑتا ہے اور خواہش مند بچوں کو کلاس کے علاوہ بھی وقت دیتا ہے۔ ان کی تعمیر سیرت کی بہت فکر کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان، خوف خدا اور اتباع شریعت، آخرت کی جوابدہی کا احساس اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے ذہنوں سے تمام آلودگیوں کو دور کرنے اور دین کے بارے میں اغیار کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات دور کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ ان میں دینی حمیت اور جذبہ جہاد بیدار کرتا ہے۔ اپنے طلبہ کی سیرت سازی کی خاطر خود بھی پابند دین و شریعت بنتا ہے اور ان کے سامنے پابندی شریعت کے عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ پھر ایک اچھا استاد اپنے طالب علموں کے دلوں میں بھی مقصد اور نصب العین کی لگن پیدا کرتا ہے ان کو بیکار مشاغل سے اجتناب کرنے اور دین اسلام کو سربلند کرنے کی لگن سے سرشار کرتا ہے۔

وہ ان کو دنیا سے بے نیازی اور مادیت پرستی سے اجتناب کی تلقین بھی کرتا ہے کیونکہ جو علم صرف تلاشِ معاش اور تن آسانی کا ذریعہ بن جائے، وہ آستین کا سانپ ہے اور جو علم دل و نگاہ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک صاف کرے وہی اصل علم ہے۔ پھر ایک اچھے معلم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے شاگردوں کو محنت کا عادی بنائے۔ قانون قدرت کے تحت جھولی اسی کسان کی بھرتی ہے جو اپنا خون پسینہ ایک کرے۔ آج کاہلی، سستی، ضیاع وقت اور کام کو ٹالنے کی عادت ہماری امتیازی خصوصیت بن چکی ہے۔ اور نتیجتاً تعلیم و تعلّم کا معیار بہت گر چکا ہے چنانچہ شاگردوں کے دلوں میں محنت کی عظمت راسخ کرنا اور جانفشانی سے کام کرنے کی عادت ڈالنا استاد کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ وہ نت نئے تجربات کرے اور قدرت کی نعمتوں کو انسان کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے میں سب سے آگے آگے ہو۔ کسی بھی قوم کے لئے قومی اتحاد و یکجہتی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ اور ہمارے پاس تو اسلامی عقائد و افکار ہیں۔ ہمارا اپنا نظریہ ہے جو اس یکجہتی کی بنیاد بن سکتا ہے اور مختلف ثقافتوں اور زبانوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔

چند برس پہلے کا قصہ ہے کہ مختلف لسانی و صوبائی تعصبات کو ہندو اساتذہ نے ہوا دے کر ہماری یکجہتی اور قومی وحدت کو بہت نقصان پہنچایا بلکہ آدھا پاکستان بھی گنوا دیا اور باقی پاکستان میں بھی اپنی تعصبات کا زہر گھولا جا رہا ہے۔ تو ایک اچھے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو ان صوبائی و لسانی تعصبات سے نکال کر ان کے ذہنوں کو اسلامی اخوت سے آشنا کرے۔ نظریہ پاکستان اور جذبہ حبُ الوطنی کا درس دے، پھر اچھا استاد وہ ہے جو خود تخلیقی قوت رکھتا ہو اور آگے یہی تخلیقی قوت اپنے شاگردوں کو منتقل کرے۔ ایک تخلیقی ذہن رکھنے والا استاد اسباب و وسائل نہ ہونے کے باوجود مسلسل محنت سے اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور پھر وہ اپنے شاگردوں میں بھی یہ عادت راسخ کر دیتا ہے۔

استاد اور تعلیم گاہ: ایک مسلمان معلم اپنے تعلیمی ادارے میں پوری کوشش سے اپنا پورا وزن اسلام کے حق میں ڈالتا ہے۔ یہ کتنی بد نصیبی ہے کہ اسلام دشمن یا اسلام بیزار لوگ ہر موقع پر یکجا ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام پسند لوگ اپنی غیر جانبداری ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اس لئے مسلمان استاد کا یہ فرض ہے کہ اپنے تعلیمی ادارے میں اپنے طلبہ کے درمیان اسلامی قدروں کے نفاذ کے لئے ایک مضبوط ستون بن کر کھڑا ہو جائے۔ وہ بہرحال پہلے اللہ کا بندہ ہے اور پھر گورنمنٹ کا ملازم۔ لازمی ہے کہ ہر حالت میں ہر مقام پر ﴿ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی کے کاموں میں باہم تعاون نہ کرنا) کے حکم قرآنی کی تعمیل کرتے ہوئے خیر کے موقع پر سب سے آگے آگے ہو اور اس کا ووٹ لازماً اسلام کے حق میں جائے اور دینداروں کی تقویت کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث بنے۔ یہی عصر حاضر میں معلمین کے لئے چیلنج ہیں جن کو بحُسن وخوبی مکمل کر کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ آج کے دور میں جنگیں میدانِ جنگ میں کم لڑی جاتی ہیں اور فکر و نظریاتی محاذ پر زیادہ تو یہ معلمین ہی ہیں جو قوم کو اعلیٰ قیادت مہیا کرتے ہیں۔ ان کو بلند مقصدِ حیات کا شعور دیتے ہیں اور ان کے لئے فکری و نظریاتی جہت مقرر کرتے ہیں۔ اس طرح ان کو بامِ عروج پر پہنچاتے ہیں۔

لارڈ میکالے کے وضع کردہ نظامِ تعلیم نے مسلمانوں کو نہ صرف ان کے شاندار ماضی سے بیگانہ کیا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ان کو دین بیزار اور تہذیبِ مغرب کا دلدادہ بنا دیا۔ پھر اس فرنگیت زدہ نظام تعلیم کے نتیجے میں جو قائدین مسلمانوں کو میسر آئے وہ سب اسلام سے دور، اپنے دین سے نفور، اہل مغرب کے مفادات کے پجاری اور ان سے بڑھ کر ان کے وفادار و ثنا خواں تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بیشتر مسلمان ممالک جسمانی طور پر آزاد ہونے کے باوجود ذہنی طور پر امریکہ و برطانیہ کے تسلط سے آزاد نہ ہوسکے۔ بلکہ مغرب کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئے۔ نہ صرف قائدین بلکہ تقریباً تمام جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی مغربی طور اطوار کا دلدادہ بن گیا اور اپنی اقدار و روایات کو رجعت پسند اور دقیانوسی قرار دینے لگا۔ مادیت کی ہمارے معاشرے میں ایک دوڑ شروع ہوگئی۔ اپنے فرائض سے پہلو تہی اور حقوق کے حصول کے لئے تشدد و تخریب کاری کا عنصر بڑھنے لگا۔ یہ ہمارے تعلیمی ادارے جن کو مادرِ علمی کہا جاتا ہے، جہاں سے علم و حکمت کے اُجالے پھوٹتے تھے، آج یہاں عصبیت پرستی اور کلاشنکوف کلچر کا راج ہے۔ اخلاقی اقدار تباہ ہو رہی ہیں اور تعلیمی معیار زوال کی انتہا پر ہے۔ آج کوئی حوالہ مؤثر نظر نہیں آتا۔ دین کے نام پر پکاریئے یا مشرقی تہذیب و اقدار کی دہائی دیجئے۔ دلوں میں ندامت کا کوئی احساس نہیں جاگتا۔ بزرگوں کے حوالے سے بات "جنریشن گیپ" کے مغربی طرزِ فکر نے غیر مؤثر بنا کر رکھ دی ہے۔ اسی کی زد میں آکر خود اساتذہ کی توقیر اور احترام بھی قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ اس صورت حال کے پیدا ہونے کے یقیناً بہت سے عوامل ہیں جس میں نوجوان نسل کی اپنی کوتاہی بھی ہے، والدین کا تغافل بھی اور نصاب تعلیم کی خامیاں بھی ہیں مگر قومی زندگی کے ذمہ دار منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے اساتذہ کو بھی اپنا جائزہ ضرور لینا چاہیئے کہ اس قومی بحران کے وجود میں آنے میں اساتذہ کی ذمہ داری کہاں تک ہے۔ اس لئے کہ زندہ قوموں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ بقولِ اقبال

صورتِ شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا احتساب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر استاد اپنی کوتاہیوں کا تھوڑا سا ادراک بھی کر لیں تو یہ احساس ہی ترقی کی جانب سفر میں پہلا قدم ہو گا۔

مغربی مادہ پرست معاشرہ کا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ وہاں ہر چیز کو پیسے کے ترازو میں تولا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے یہی رجحان ہمارے شعبہ تعلیم و تدریس میں بھی گھس آیا ہے۔ اب تدریس ایک منصب نہیں رہا، بلکہ بڑھئی اور موچی کی طرح ایک پیشہ بن گیا ہے۔ ہماری (M.A-B.A) ایم۔ اے اور بی۔ اے کی ڈگریاں گریڈ 16,15 اور 17 کی ملازمت کے حصول کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ اگر پڑھی لکھی نسل کو حسبِ منشا ملازمت نہیں ملتی تو وہ سکولوں میں تدریس کا پیشہ اپنا لیتے ہیں۔ پھر انہیں اپنی تذلیل کا احساس، ناقدری کا احساس، محرومی کا احساس، اور ضروریاتِ زندگی کے لئے آمدنی کے ناکافی ہونے کا احساس اتنا دل برداشتہ کرتا ہے کہ اسے تدریس سے، تعلیمی ادارے سے، اور اپنے طالب علموں سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ اس کی کارکردگی پست ترین ہو کر رہ جاتی ہے۔ غور فرمائیے کہ روزانہ پانچ گھنٹے اس لاپرواہ، دل برداشتہ اور تند خو استاد کے ساتھ گزار کر بچوں کی شخصیت کس سانچے میں ڈھلے گی۔ پھر جب یہی بچے گستاخی سے ہمیں آگے جواب دیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جب ہم شاگرد تھے تو ہم ایسے گستاخ اور بدزبان تو نہ تھے۔ واقعی ٹھیک! مگر یہ بھی تو حقیقت ہے کہ ہمارے استاد بھی تو ہمارے جیسے نہ تھے۔ ہمارے استاد تو شوقِ علم اور ذوقِ تحقیق سے آراستہ تھے۔ جیسے جیسے ہمارے اندر یہ شوق علم اور ذوق تحقیق کم ہوتا گیا ہم زوال پذیر ہوتے گئے۔ سکولوں، کالجوں کی بات جانے دیں، خود ہماری یونیورسٹیوں کے اساتذہ بھی دس دس سال پرانے نوٹس سے کام چلانے کے عادی ہوتے ہیں۔ پھر مزید ستم یہ کہ ہمارے اساتذہ کی علمی لیاقت کو جلا دینے کے لئے دوران سیشن یا طویل تعطیلات گرما کے دوران کوئی تعلیمی لیکچر، کسی سیمینار یا کسی ورکشاپ، کسی ریفریشر کورس کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ الا ماشاء اللہ، نہ حکومتی سطح پر نہ تعلیمی اداروں کی جانب سے نہ اساتذہ تنظیموں کی طرف سے۔ محسوس ہوتا ہے کہ تعلیم و تحقیق کا میدان ہم نے مغربی اقوام کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ آج ہمارا اچھے سے اچھا استاد وہ ہے جو ذاتی زندگی میں عبادت گزار اور دیانتدار ہے مگر منصبِ تدریس کے تقاضے پورے کرنے والے، اپنے علم و تحقیق کو مسلسل جِلا دیتے رہنے والے اساتذہ بالکل معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔

نوجوان نسل کی بے مقصد زندگی، نظم و ضبط سے عاری اور بے سلیقہ طور طریقوں پر تنقید کرنا تو اساتذہ کا روز مرہ کا موضوع ہے۔ مگر ہم لوگ اس لحاظ سے اپنا جائزہ بہت کم لیتے ہیں کہ ہمارے کمرہ جماعت، ہمارے تعلیمی شیڈول، ہمارے تعلیمی ادارے اور خود ہمارا طرزِ عمل تو انہیں نظم وضبط کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے بدنظمی اور خود غرضی کی تعلیم دیتا ہے۔ ٹیوشن، گائیڈ بکس استعمال کرنے کی ترغیب، ڈیوٹی کے اوقات میں ذاتی کام، سرکاری ملکیت کی اشیاء کو ذاتی استعمال میں لانا، کلاسوں میں پانچ دس منٹ کی تاخیر سے جانا، جلدی کلاسیں چھوڑ دینا، داخلوں، امتحانات اور نتائج کی تیاری میں اصول کے خلاف کام کرنا، یہ سارے عملی مظاہر جب طلباء کے سامنے ہوں اور اس استاد کے ہاتھوں وہ یہ سب کچھ ہوتا دیکھیں جس کو وہ علم و تقدس کے اعلیٰ معیار پر فائز سمجھتے ہوں تو یہ سب کچھ پھر خود اُن کے اپنے لئے کیوں نہ جائز اور مستند ہوگا؟

خواتین اساتذہ میں یہی مسائل کچھ اور طرح سے بھی رنگ دکھاتے اور مسائل پیدا کرتے ہیں کہ اساتذہ کے اس اخلاقی و علمی طرز عمل کے ساتھ فیشن، اسراف، مغرب زدگی، بے حیائی اور عریانی کا ایک جواز طالبات کے پاس ہے اور وہ ہے خود اساتذہ کے خوبصورت میچنگ والے لباس، جوتے اور ہینڈ بیگ، بلکہ ہم اگر کسی حد تک رُکے ہوئے ہیں تو خود ہی اس کی تکمیل ہماری اس فیشن پرستی نے کردی ہے اب اگر بچے اسلام سے بیزار اور اسلامی شعائر سے نالاں ہیں، تو کیا ہم نے اپنی شخصیت سے اور اپنے رویے سے یہ چیزیں ان کے لئے پسندیدہ بنانے کی کوشش کی بلکہ ہمارا طرز عمل تو شاگردوں کی روحانی اور اخلاقی موت کے مترادف ہے۔ یقین کیجئے کہ اساتذہ کی اخلاقی شعور سے بے نیازی نے اگلی نسل کو بددیانت، خائن، لالچی بنا کر معاشرتی بگاڑ پیدا کیا۔ علمی شعور سے بے پرواہی نے نقل، سفارش اور اثر و رسوخ سے اسناد حاصل کرنے والے نالائق ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، جج، استاد اور سائنسدان معاشرہ کو دیئے۔ جن کی بے بصیرتی اور پیشہ ورانہ مہارت میں کوتاہی نے معاشرہ میں ہر ذمہ دارانہ ڈیوٹی کا معیار گرا دیا۔

اور پھر اساتذہ کی نظریاتی شعور سے محرومی، اگلی نسل کو جب حبُّ الوطنی، دین اسلام سے محبت مضبوط ایمان اور جذبہ نہ دے سکی تو انہوں نے پھر ہر نظریے' ہر پکار اور ہر نعرے کو آنکھیں بند کرکے اپنانا شروع کردیا بغیر دیکھے کہ اس سے ہمارا ایمان خطرے میں نہیں پڑتا، یہ نظریہ ہمارے وطن کی بنیادوں کو تو نہیں مسمار کر رہا۔ چنانچہ آج کی نسل نہ مسلمان ہے اور نہ محبّ وطن بلکہ وہ پہلے سندھی، بلوچی اور پنجابی اور سرحدی بنی۔ بعد میں کچھ اور..... بقولِ اقبال

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

اگر استاد اپنے پیشے کے تقدس اور اس کی اہمیت پر غور کریں کہ بڑے بڑے قومی راہنماؤں سے لے کر معمولی کلرک اور پرائمری پاس تاجر سب ہی اس کے زیر تربیت رہ کر آتے ہیں اور ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہر کسی کا بگاڑ اساتذہ کے کھاتے میں آتا ہے تو یہ بات ان کے اپنے طرزِ عمل میں اصلاح کی ضرورت اور اہمیت پر انہیں خود ہی آمادہ کر سکتی ہے- مزید برآں جب یہ احساس جاگزیں ہو جائے کہ یہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں شاگرد ہمارے پاس امانت ہیں- اور ہم اس امانت کے لئے خدا کے ہاں جوابدہ ہیں اور یہ روز قیامت ہمارے لئے سرخروئی یا سیاہ روئی کا سبب اور میزان بنیں گے تو پھر ہم کو ہر گھڑی طالب علم کے حقوق ادا کرنے کی فکر ہو گی اور اپنے منصب کا یہ شعور ہماری دین اور دنیا سنوار دے گا-

یاد رکھئے اگر کسی استاد کا اپنے طلبہ پر کوئی اثر نہیں، وہ ان کو غنڈہ گردی اور ایجی ٹیشن سے نہیں روک سکتا- تو وہ بحیثیتِ استاد بالکل ناکارہ ہے وہ اپنے ادارے یا اپنے معاشرے کے لئے کسی قدر و قیمت کا حامل نہیں- اساتذہ تو اپنے طلباء کے لئے قابلِ بھروسہ مشیر و راہنما ہوتے ہیں- اچھے قابل استاد آج بھی طلبہ کے درمیان عزت و تکریم اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں- اگر نئی نسل نظم و ضبط کی پابند اور اپنے نظریہ ایمانی سے سرشار اسلام کی معاشرتی و اخلاقی اقدار پر یقین رکھتی ہو تو یقیناً اعتراف کیا جائے گا کہ ان کے اساتذہ بہت اچھے تھے- جنہوں نے ان کو صحیح تعلیم و تربیت اور راہنمائی فراہم کی ہے- اس کے برعکس اگر طلباء سرکشی، کج روی، توڑ پھوڑ، ہنگامہ آرائی کا مظاہرہ کریں، منشیات اور کلاشنکوف کی غلط عادات بڑھتی جائیں تو یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہیں لگے گی کہ ان کی تربیت غلط ہاتھوں میں ہوئی ہے-

اِحیائے اسلام اور معلم

آج کا دور احیائے اسلام کا دور ہے- افغانستان میں روسی فوجوں کی آمد (۱۹۷۹ء) پر افغانستان میں جو علمِ جہاد بلند ہوا، اس کی زمامِ کار کابل یونیورسٹی کے پانچ سرکردہ مسلمان غیور اساتذہ کے ہاتھ میں تھی- ان جذبہ جہاد سے معمور ایمانی قوت سے سرشار اساتذہ نے پوری افغان قوم کو اپنی قلیل تعداد اور کم مائیگی و تہی دامنی کے باوجود روس کے خلاف جہاد پر آمادہ کیا اور بالآخر آج کی دنیا کا یہ سب سے بڑا معجزہ رونما ہوا کہ روس جیسی سپرپاور کو افغانیوں جیسی چھوٹی قوت نے ناکوں چنے چبوا کر افغانستان سے نکل جانے پر مجبور کر دیا-

ان بہادر غیور افغانوں کی مثال سامنے رکھتے ہوئے فلسطین میں مسجدوں کے قائدین اور معلمین نے تحریکِ انتفاضہ کا آغاز کیا اور اپنی غلیلوں میں چھوٹے چھوٹے کنکر رکھ کر اسرائیلی فوجیوں کو سراسیمہ و پریشان کر کے رکھ دیا- آج یہ تحریک انتفاضہ برابر آگے بڑھ رہی ہے- اسرائیل کے لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کرتی جارہی ہے۔ اسی طرح روس کے اندر وسطِ ایشیا میں مسلمان اساتذہ نے اپنی قوموں کو اسلامی تعلیم دے کر بیدار کر دیا ہے۔ اب روس کا جغرافیہ سکڑ کر تبدیل ہوتا جارہا ہے۔ انہی بہادر افغانوں کو دیکھ کر مظلوم کشمیری مسلمانوں کے جذبہ حریت کو بھی مہمیز لگی۔ انہوں نے ظالم بھارت کے خلاف علم جہاد بلند کیا، کشمیری مجاہدین کے قائدین بھی وہاں کے مُتدیّن اور خدا ترس استاد ہی ہیں جو مدتوں سے کشمیری مسلمانوں کو ایمانی قوتوں سے سرشار کر رہے تھے۔ اور جذبہ حریت ان میں بیدار کر رہے تھے۔ آج پوری وادی کشمیر مجاہدین کے خون سے لالہ زار ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب کشمیر ان دیندار اساتذہ قائدین کی سرکردگی میں آزاد ہو کر رہے گا۔

اب پاکستانی اساتذہ کو چیلنج درپیش ہے۔ پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے جو لاالہ الا اللہ کے نام پر وجود میں آیا ہے پورے ۵۱ برس گزرنے کے باوجود یہاں اسلامی قانون نافذ نہیں ہوسکا، ہنوز فرنگی قانون نافذ ہے۔ اسلامی اخلاقی قدریں معاشرہ سے ناپید ہوتی جارہی ہیں۔ علمی اخلاقی زوال قوم کو مادی لحاظ سے بھی بڑا نقصان پہنچا رہا ہے۔ آج پڑھا لکھا بااختیار طبقہ جو ایمان اور نظریاتی لحاظ سے تہی دامن ہے۔ پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ پاکستان کے اساتذہ کے لئے ایک حقیقی چیلنج ہے کیا پاکستانی اساتذہ دور حاضر کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں اور ملک سے غیر اسلامی نظام اور غیر اسلامی قانون ختم کروانے اور اسلامی و اخلاقی اقدار رائج کرنے کا بیڑہ اٹھاتے ہیں۔ ان تمام معاملات میں اساتذہ کو اپنی ذمہ داریوں کا تعین کرنا ہوگا اور اس کے مطابق اپنے فرائض کو پوری ذمہ داری سے ادا کرنا ہوگا۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے، حبّ الوطنی کا تقاضا ہے۔ پروقار پیشے کے تقدس و احترام کا تقاضا ہے اور عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے۔

خواتین اساتذہ کو بھی اپنے میک اپ اور آرائش و زیبائش چھوڑ کر پروقار سادگی کے ساتھ تعلیمی اداروں میں آنا چاہئے۔ تاکہ نوخیز بچیوں کا ذہن صرف اسی زیب و زینت میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ بلکہ مسلمان استاد ان کو حدود ستر وحجاب سے آشنا کرائیں اور اپنے عملی نمونے سے ان قرآنی احکامات کی اہمیت اپنی طالبات کے ذہنوں میں راسخ کریں۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے اور اپنے پروقار پیشے کے تقدس کا بھی تقاضا ہے۔ بگڑتی ہوئی صورتِ حال کے لئے اصلاحِ احوال کا تقاضا ہے۔ اے اللہ ہم اساتذہ کو اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کرنے کی توفیق عطا فرما

﴿ رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴾ (سورہ کہف)

"اے پروردگار! ہم پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہمیں رشد وہدایت عطا فرما" —— آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ